بلوچستان میں اسلامی قانون سازی کا ارتقاء: تاریخی و تحقیقی جائزہ

Evolution of Islamic Legislation in Balochistan
A Historical and Research Review

Hidayat Ullah
PhD Scholer / Department of Islamic Thought, History & Culture,
Allama Iqbal Open University, Islamabad,
Email: hidayatnki@gmail.com
Prof. Dr. Shah Moeen ud Din Hashmi
Chairman, Department of Seerat Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad,
Email: moeen.uddin@aiou.edu.pk

Abstract
The documents of history testify that Balochistan became a part of the Islamic Empire during the reign of the second Caliph Umar Farooq (RA) and its inhabitants accepted Islamic laws wholeheartedly.The companions of Prophet(PBUH)and their disciples played a prominent role in the implementation of Islamic laws in Balochistan and settled the disputes of the people as Mufti and Qazi.Therefore, the Baloch tribes have created a Baloch code of conduct containing the exact Islamic orders. Mir Ahmad Khan (the ancestor of the present Khawanin Qalat) was the first to formally enforce Islamic laws and establish Sharia courts for the settlement of disputes.Later Khan Azam Mir Nasir Khan was the first Khan of Balochistan who started a new,Islamic government and implemented an islamic constitution in Balochistan. This Baloch Islamic constitution was implemented in the entire country and officials were appointed to implement it. After the fall of Kalat, the British are gradually dominating the Baloch areas with their policies and taking away their autonomy from the Baloch in the name of agreements.There was a time when the declared Islamic laws were abolished and the English laws were implemented.A ray of hope for the renaissance of the Islamic system.Khan Kalat began to appear in the era of Mir Ahmad Yar Khan.He had a strong desire to implement Islamic criminal and civil laws in Balochistan.
Keywords: Balochistan,Kalat,Baloch Code,Khawanin,Renaissance

اسلام ایک آفاقی اور عالمگیر دین ہے۔اس کی آفاقیت کے بارے میں اللہ جلّ جلالہ نے قرآن پاک میں جابجا رسول دوجہاں صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو عالمین کا نبی کہہ کر دنیا کے ہر فرد کو بتادیا ہے۔ان کی تعلیمات سے دنیا کا انسان ہر زمانے

میں بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلی ہجری کو ایک مثالی اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی۔ جس ریاست کی بنیاد مدینہ طیبہ میں رکھی گئی۔ انتہائی مختصر عرصہ میں اسلام تقریبا چوالیس لاکھ مربع میل پر محیط ہوا تھا۔ مشرق کے امرائے فارس کے قوانین کی جگہ اسلام کے عدل انصاف پر مبنی قوانین نافذ کیے گئے۔ مشرق کے ان علاقوں میں بلوچستان کا خطہ بھی شامل تھا۔ تاریخ کے اوراق اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں بلوچستان اسلامی سلطنت کا حصّہ بن گیا اور یہاں کے باشندوں نے اسلامی قوانین کو دل وجان سے قبول کر لیا۔ اسلام سے قبل بلوچستان پر کبھی ساسانی اور کبھی ہندو مہاراجوں کی حکمرانی ہوا کرتی تھی۔

بلوچستان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آمد اور اسلامی قانون سازی کا آغاز:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۲۲ھ (۶۴۳ء) میں ایک جماعت مکران کے کوائف معلوم کرنے کے لئے بھیجی۔ اس نے واپسی پر بتایا کہ اس علاقے کے خیر سے اس کا شر زیادہ ہے۔ پہاڑ تو پہاڑ میدان بھی پہاڑوں سے زیادہ دشوار گزار ہیں۔ اس لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرف توجہ نہ دی۔

عیون الاخبار میں عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یوں روایت ہے:

"ان عمر قال من يخبرنا من قندابيل فقال رجل يا امير المؤمنين ماؤها وشل وثمرها دقل و لصها بطل، ان كان فيهاالكثير جاعوا وان كان فيها القليل ضاعوا قال عمرؓ لايسأ لنى الله عن احدٍ بعثته اليها ابداً۔"[1]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قندابیل کے بارے میں کون معلومات فراہم کر سکتا ہے تو ایک آدمی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! وہاں کا پانی گدلا، پھل خراب، دشمن جری ہے۔ اگر زیادہ سپاہی ہوں تو بھوک سے مر جائیں اور اگر کم ادمی ہوں تو مار دیئے جائیں۔ یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے کسی ایسے آدمی کے بارے میں نہ پوچھے کہ جسے میں وہاں بھیجوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے آخری دور خلافت (۲۳ھ / ۶۴۴ء) میں جب اسلامی افواج بصرہ کے امیر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور بحرین کے امیر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایران میں جہاد کر رہی تھیں۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت حکم بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک فوج مکران (بلوچستان) روانہ کی۔ اس لشکر کو بڑی کامیابی ہوئی۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۳ ہجری کے واقعات میں لکھا ہے:

"فيها فتحت مكران واميرها الحكم بن العاص وهى بلاد الجبل"[2]

اس سن یعنی ۲۳ھ میں مکران فتح ہوا اور اس لشکر کا امیر حضرت حکم بن العاص رضی اللہ عنہ تھے اور یہ ایک پہاڑی علاقہ ہے۔

اس طرح عہد فاروقی رضی اللہ عنہ میں یہ خطہ نور اسلام سے منور ہوا۔ ان دنوں یہ علاقہ سندھ میں شامل تھا۔ اس لئے سندھ کا راجہ مسلمانوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔(3)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فوری طور پر بلوچستان میں اسلامی احکامات نافذ کیے اور لوگوں کے مسائل کے اسلامی قانون عدل کے مطابق فیصلے کیے۔ مرکز خلافت کی طرف سے باقاعدہ ججز اور مفتیان کرام کی تقرری عمل میں لائی گئی۔ بلوچستان میں جن معروف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظامؒ نے اسلامی قوانین کے نفاذ میں کردار ادا کیا ان کا مختصر تعارف ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا اصل نام عبد اللہ، کنیت ابو موسیٰ اور والدہ کا نام طیبہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو یمن کے علاقے "زبید" کا والی منتخب کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۷ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا امیر مقرر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ۲۸ ہجری تک اس عہدے پر فائز رہے۔ ۲۳ھ میں اصفہان (ایران) کو فتح کیا اور اسی سال مکران (بلوچستان) تشریف لائے اور یہاں کے حالات کی دیکھ بھال کی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مکران میں بحیثیت مفتی اور قاضی بھی لوگوں کے تنازعات کا تصفیہ فرماتے رہے اس لیے آپ کو بلوچستان کا سب سے پہلا جج ہونے کا شرف حاصل ہے۔(4)

حضرت حکیم بن جبلہ العبدی رضی اللہ عنہ:

حضرت حکیم بن جبلہ العبدی رضی اللہ عنہ قبیلہ بنو عبد القیس سے تعلق رکھتے تھے اور اسلامی تاریخ کے وہ پہلے مسلمان تھے کہ جو سیّاحت کی نیت سے بلوچستان اور ہندوستان کے بعض شہروں میں تشریف لائے اور اس خطے کے حالات و کوائف سے واقفیت حاصل کی۔(5) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے منصبِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت عبد اللہ بن عامر کریز رضی اللہ عنہ کو عراق کا والی مقرر کیا اور انہیں لکھا کہ کسی واقف حال شخص کو حالات معلوم کرنے کیلئے مکران و سندھ بھیجا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت حکیم بن جبلہ عبدی رضی اللہ عنہ کو بھیجا جنہوں نے وہاں کے حالات معلوم کر کے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اطلاع دے دی۔

آپؓ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سندھ (اس دور میں بلوچستان کا علاقہ مکران، گنداوہ، کچھی وغیرہ سندھ میں شامل تھے) کا قاضی اور مفتی مقرر کیا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ سندھ و بلوچستان کے سب سے پہلے قاضی ہیں اور مکران کے تینوں امراء (حضرت عبید اللہ بن معمر التیمی رضی اللہ عنہ، حضرت عمیر بن عثمان بن سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن کندیر رضی اللہ عنہ) کے دور میں یہاں کے قاضی رہے۔(6) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری بحیثیت قاضی و مفتی

کے نہیں بلکہ امیر کی تھی، اس لیے مؤرخین نے مکران کا سب سے پہلا قاضی حضرت حکیم بن جبلہ رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے ، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ صرف قاضی بنے، کوئی دوسرا عہدہ بوقتِ قضاء آپ رضی اللہ عنہ کے پاس نہ تھا۔ بعض مؤرخین نے آپ رضی اللہ عنہ کو سندھ کے قاضیوں میں شمار کیا ہے، کیوں کہ اس زمانہ میں مکران اور بلوچستان سندھ کا حصّہ تھے اور اس میں شامل تھے لہٰذا سندھ کے قاضیوں میں آپ کو شمار کرنا بھی درست ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت حسن بن ابی الحسن یسار بصری رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابو سعید تھی۔ بہت بڑے عالم وزاہد، عابد و متقی اور حسین و جمیل تھے۔ زہد و تقویٰ کے ساتھ ساتھ مجاہد بھی تھے، کئی مرتبہ خراسان، کابل اور سجستان کی جنگوں میں شریک ہوئے۔[7] ۳۰ھ میں جب ربیع ابن زیاد حارثی رضی اللہ عنہ بلوچستان بالخصوص سیتان (سجستان) وغیرہ کی فتح کے لیے روانہ ہوئے تو آپؒ بحیثیت مشیر خاص ان کے ہمراہ تھے اور بلوچستان کے علاقے ڈھاڈر، کچھی اور بدھا کے معرکوں ان کے ہمرکاب تھے۔ ۴۲ھ کو آپؒ اڑھائی سال تک یہاں مفتی اور قاضی رہے۔[8] 42ھ میں جب حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بلوچستان کے کئی شہروں کو فتح کیا تو آپؒ تین برس تک ان کے ساتھ رہے۔[9]

حضرت مجاعہ بن سعر التمیمی رحمۃ اللہ علیہ:

مجاعہ بن سعر تمیمی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق قبیلہ بنی مرّہ سے ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ تمیمی اور سعدی بھی کہلاتے ہیں۔ آپؒ تابعی ہیں۔[10] آپؒ کی شجاعت اور بہادری مشہور تھی۔ کئی معرکوں میں شریک ہوئے۔ پہلے عمان کے والی مقرر ہوئے۔ پھر جب علاّفیوں نے مکران کے والی سعید بن اسلم الکلابی کو قتل کیا تو حجاج نے آپؒ کو ۷۸ھ میں مکران کا والی بنا کر بھیجا اور حکم دیا کہ محمد بن حارث علافی[11] اور اس کے بھائی معاویہ بن حارث علافی دونوں کو گرفتار کرو۔ آپؒ کے آنے سے قبل ہی دونوں بھائی مکران سے فرار ہو گئے۔ مکران کی امارت سنبھالتے ہی آپؒ نے علاّفیوں کو عبرت ناک سزائیں دیں۔[12] فتوح البلدان کے مطابق آپؒ نے قندابیل کے کئی علاقے فتح کئے اور مال غنیمت حاصل کیا۔[13]

آپؒ ۷۹ھ میں مکران میں انتقال کر گئے۔ آپؒ کا شمار مؤرخین نے قضاۃ اور ماہرین اسلامی قوانین میں کیا ہے۔[14]

قاضی محمدؒ بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ:

مؤرخین نے آپؒ کو بلوچوں اور جتوں کا مورث اعلیٰ لکھا ہے۔[15] آپ مکران (بلوچستان) میں گورنر ہونے کے ساتھ یہاں کے مفتی و قاضی بھی تھے۔ آپ تابعین کے معاصرین میں سے ہیں آپؒ کا شمار مؤرخین نے سندھ کے قاضیوں اور اسلامی قوانین کے ماہرین میں کیا ہے۔[16]

79ھ کو عراق کے والی حجاج بن یوسف نے آپؒ کو مکران (بلوچستان) کا امیر اور گورنر تعینات کیا۔ اس دوران آپؒ نے علاّفی خارجیوں کے مراکز کو مٹادیا۔ آپؒ کے احوال کو میر علی شیر قانع نے اپنی مشہور کتاب تحفۃ الکرام میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ حجاج بن یوسف نے محمد بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ کو مکران کی طرف بھیجا تاکہ ہند اور سندھ کے حالات اور علافیوں سے نمٹ لے جنہوں نے وہاں کے علاقوں میں فساد برپا کیا ہے اور آس پاس کے علاقوں پر غلبہ حاصل کیا ہے۔ محمد بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ نے مکران اور اس کے آس پاس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا۔(17) 92ھ میں جب محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ مکران تشریف لائے تو آپ استقبال کے لیے پاپیادہ آئے۔ جب محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ آپ کو دیکھا تو اپنا گھوڑا ان کو پیش کیا۔ جب محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ لشکر لے کر سندھ کی طرف نکلے تو آپ نقاہت و کمزوری اور بیماری کے باوجود ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ لسبیلہ کے مقام پر 93ھ میں وفات پاگئے اور لس بیلہ میں مدفون ہوئے۔(18)

بلوچستان میں اسلامی قانون سازی کی تدوین وارتقاء

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعینؒ کے بعد بلوچستان میں اسلامی قانون سازی کی تدوین و نفاذ میں خوانین قلاّت اور احمد زئی خاندان کی خدمات کو کسی طور پر نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ خاندان بلوچستان میں تقریباً 282 برس تک قلات کے خان و بلوچستان کے حکمران رہے، بڑے فاتح اور اعلیٰ پایہ کے حکمران پیدا کیے۔ اسی خاندان کو سب سے پہلے باقاعدہ طور پر اسلامی قوانین کے نفاذ اور شرعی عدالتوں کے قیام کا شرف نصیب ہوا۔ میر احمد خان (1666ء تا 1695ء) موجودہ خانان قلات کے جد امجد تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے باقاعدہ طور پر اسلامی قوانین کو نافذ کر دیا اور تنازعات کے تصفیے کے لیے شرعی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا، جو تمام فیصلے شریعت کے احکام کی روشنی میں کیا کرتی تھیں۔ وہ خود ایک نیک سیرت اور شریعت کے پابند حکمران تھے۔(19)

اس کے بعد کے خانان قلات میں یہ سلسلہ بدستور قائم و نافذ رہا حتیٰ کہ بلوچوں کے خان اعظم میر نصیر خان نوری کا زمانہ (1749ء تا 1795ء) آیا۔ وہ نہ صرف خود شریعت کے بڑے پابند تھے، بلکہ ایک بزرگ کی حیثیت سے آج تک بلوچوں میں عقیدت سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اس کی بزرگی کی وجہ سے بلوچ انہیں نصیر خان ولی اور نصیر خان نوری کا لقب دیتے ہیں۔ میر نصیر خان نوری نے اپنے دور میں تمام شعبہ ہائے زندگی میں شریعت کے احکام کو نافذ کیا۔ تمام قبائلی علاقوں میں مسجدیں بنوائیں۔ پابندیٔ صوم وصلوۃ وغیرہ کے متعلق باقاعدہ سرکاری طور پر احکامات جاری کیے۔ محتسب کا ادارہ قائم کیا۔ پردے کی پابندی کے لیے احکامات جاری کیے۔ ہر قسم کی غیر اسلامی و غیر شرعی رسومات کو موقوف کیا۔ خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے شرعی احکام کے مطابق درّے لگانے اور شرعی سزاؤں کا

اجراء کیا۔ تبلیغ دینِ متین کے لیے زور و شور سے کام جاری و ساری تھا اور شرعی فیصلوں سے متعلق ملک بھر میں اسلامی عدالتیں قائم کیں۔(20)

خانِ اعظم ولی نصیر کی شرعی عدالتوں کے بارے میں میر گل خان نصیر لکھتے ہیں کہ تمام جیوڈیشل معاملات شریعت کے ذریعے تصفیہ پاتے تھے۔ ہر سردار اپنی قوم میں جیوڈیشل اختیارات رکھتا تھا۔ ہر ایک سردار کا اپنا علیحدہ قاضی ہوتا تھا جس کے ذریعے قبائلی سردار اپنے قبیلہ کے جیوڈیشل معاملات کو شریعت کی روشنی میں فیصلہ کیا کرتے تھے۔ سرِ سرداران اپنے علاقوں میں کلی اختیارات رکھتے تھے لیکن حق اپیل خان کے لیے محفوظ تھا۔ کسی سردار یا سرداران کے فیصلہ کے خلاف خان کی عدالت میں ہر شخص اپیل کر سکتا تھا۔"(21)

خوانینِ قلات کی تاریخ پر سب سے اہم کتاب "تاریخ خوانین بلوچ اور بلوچستان" میر احمد یار خان نے لکھی ہے جو خوانین قلات کے ریکارڈ کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے۔ اس کتاب میں کئی ایک مقامات پر میر نصیر خان نوری کے شرعی احکامات کے اجراء کے لیے ان کے اقدامات کا ذکر ملتا ہے۔ اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ نصیر خانِ اعظم نے بلوچ دنیا میں اسلام کی خوب ترویج اور تبلیغ کی۔ بلوچوں میں جو غیر اسلامی رسومات جاری و ساری تھیں، ان کو بیک جنبشِ قلم ختم کر کے خلاف ورزی کرنے والوں کے لیے شرعی درّے لگانے وغیرہ جیسی سزائیں مقرر کیں۔(22)

خانِ اعظم میر نصیر خان نوری نے نفاذِ شریعت اور دینِ اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لیے ایک منظّم کمیٹی ترتیب دی، تاکہ لوگوں کو دینِ اسلام کے احکام و ارکان سے روشناس کیا جائے اور نظر رکھی جائے کہ احکامِ دین اور ارکانِ اسلام پر کہاں تک عمل درآمد ہو رہا ہے اور نوّے درّے لگانے تک (بطورِ تعزیر بصورتِ خلاف ورزی) کا بھی مجاز کیا۔ اس شرعی کمیٹی کے سربراہ مولانا آخوند غلام محمد اور پنڈوخ چوبدار تھے۔ شرعی احکامات کے نفاذ اور دینِ اسلام کی تبلیغ کے لیے خان نصیر خان نوری نے ایک فرمان جاری کیا تھا، جس میں دیگر شرعی احکامات کے علاوہ "حد قذف" کے نفاذ کا حکم بھی موجود ہے اور سود کی ممانعت کا بھی۔ یہ شرعی اور تبلیغی تحقیقاتی کمیٹی سرکاری طور پر دورہ کر کے علاقہ متعلقہ کے سربراہ، میر، معتبر اور ٹکری وغیرہ کو بالترتیب اور درجہ بدرجہ لوگوں کو شرع اسلام اور احکام دین پر عمل درآمد کرنے کا ذمہ دار بناتی تھی۔ زکوٰۃ کا شرح نصاب مقرر کیا گیا تھا جو کہ ہر صورت میں وصول کی جاتی تھی۔ نماز باقاعدہ باجماعت ادا کرنے کا سرکاری طور پر بندوبست کیا گیا تھا۔ لوگ اپنے حلقہ کے علمائے دین کی عزت و احترام کرتے تھے اور اس کی خدمت کرتے تھے۔ بلوچ خواتین کا بازار میں آنا اور رقص و فحاشی کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ شادی کے موقع پر ناجائز رسومات اور بے جا تکلفات شرعاً ممنوع تھے، اور غم کے موقع پر غیر اسلامی اور غیر شرعی طور پر سوگ منانا، کپڑے پھاڑنا اور اپنے بدن کو نوچنا وغیرہ کو غیر اسلامی اور قابل گرفت گردانا گیا تھا۔

غرض یہ کہ باقاعدہ شاہی فرمان کے تحت اور انتہائی فعالی سے شرع انور کا اجراء کیا گیا تھا اور جہالت کی غیر اسلامی روشوں کی مکمل طور پر بیخ کنی کی گئی تھی۔[23]

بلوچ اسلامی دستور کا نفاذ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام رحمہم اللہ کی مبارک قدوم میمنت سے بلوچستان کی پوری آبادی حلقہ بگوش اسلام ہوئی اور اسلامی تعلیمات کو اپنی زندگی کا جزو لاینفک بنایا۔اس لیے بلوچ قبائل نے عین اسلامی احکامات پر مشتمل ایک بلوچی دستور(Baloch code of conduct)بنایا جسے بلوچ قوم پر لکھنے والے اکثر لوگ نے نقل کیا ہے۔بلوچی دستور حسب ذیل بنیادی باتوں پر مشتمل ہیں:

- تمام قبائل اور بین القبائلی تنازعات کا قبیلہ، سردار اور معتبرین کی کچہری میں بیٹھ کر آپس کے تنازعات کا فیصلہ کرنا اور اس فیصلہ پر کاربند رہنا، حتی الامکان فریقین میں صلح کرانا۔ہمراہی اور دوست پر اگر اس کا دشمن حملہ آور ہو تو ساتھ دینا۔باہوٹ(پناہ حاصل کرنے والا) کی حفاظت کرنا۔بدکار مرد(زانی) اور بدکارہ عورت(زانیہ) کو پناہ نہ دینا۔
- جھوٹ نہ بولنا اور افواہیں نہ اڑائے۔قول وزبان اور وعدہ کی پابندی کرنا۔مجلس اور کچاری کے درمیان ننگے سر نہ بیٹھنا۔مجلس میں پاؤں نہ پھیلانا۔گھر میں داخل ہوتے وقت جوتے باہر نکالنا۔خواتین کے سامنے ناشائستہ کلام اور نازیبا حرکت نہ کرنا۔
- سادات کا احترام کرنا۔لڑائی کے دوران اگر کوئی سید درمیان میں آجائے تو ہاتھ روکنا۔دشمن کو للکارنا اور اپنا نام ونسب اور وجہ قتال ظاہر کر کے حملہ کرنا۔پیٹھ پیچھے سے دشمن پر حملہ نہ کرنا۔لڑائی کے دوران خواتین، چھوٹے بچوں پر ہاتھ نہ اٹھانا۔بھاگنے والے دشمن کا تعاقب نہ کرنا۔کم تر ذات، اور ہندوؤں کو قتل نہ کرنا۔اگر دشمن کی عورتیں باہر نکل کر لڑائی روکنے کی درخواست کریں تو ان کا احترام کرنا۔جنگ میں گرفتار ہونے والے قیدیوں کو نہ تو قتل کرنا اور نہ اذیت دینا۔[24]

مذکورہ بالا ضابطے بلوچ اسلامی دستور اور ضابطہ اخلاق کے نام سے مشہور ہے۔یہ ضابطے عین اسلامی احکامات کے مطابق ہے۔بلوچ قبائل ان کی پابندی اپنی جان پر کھیل کر کرتے ہیں۔البتہ اسلامی قانون سازی کے حوالے نصیر خان اعظم کا دور عہد زرین کہلاتا ہے۔وہ خود شریعت اسلامیہ کے پابند تھے، انہوں نے مندرجہ بالا بلوچ دستور العمل اور شریعت کے امتزاج سے ایک آئین ترتیب دیا اور اسے پورے بلوچستان میں نافذ کیا۔وہ پورے ملک میں ان احکامات کی پابندی اور اس قانون کی پاسداری کرنے کا حکم دیتا تھا۔اور ان احکامات پر عمل درآمد کرانے کے لیے باقاعدہ عمال مقرر کیے تھے۔

آئینِ نصیری و بلوچ اسلامک لاء:

خان اعظم میر نصیر خان بلوچستان کے پہلے خان تھے کہ جنہوں نے بلوچستان میں ایک آئین نافذ کر کے ایک نئی، اسلامی اور آئینی حکومت کا آغاز کر دیا اور ایک دستورِ حیات بلوچی دنیا میں نافذ کر دیا جو کہ بلوچی رسم ورواج اور شرع انور کا عجیب امتزاج تھا۔ اس بلوچ اسلامی دستور کو پورے ملک میں نافذ العمل کیا اور عمل در آمد کرانے کے لیے عمّال مقرر کیے۔ (25)

خان اعظم میر نصیر خانؒ کا سرمایہ فخر اور طرّہ امتیاز یہ ہے کہ اس جلیل القدر اور ذی مرتبت مجاہد اعظم اور بلوچ مجتہد بادشاہ نے بلوچستان کے طول و عرض میں پہلی مرتبہ نہایت کمال واتمام کے ساتھ شرع محمدی ﷺ کا نفاذ اور اجراء فرمادیا اور سرکاری طور پر تبلیغ اسلام اور پابندی قوانین شرع انور سے متعلق شاہی حکم فرمایا۔ خان اعظم بلوچ نے اپنی قوم کی تاریخ، قدیم رسم ورواج اور قومی عادات و خصائل اور روایات کو پیش نظر رکھ کر ان کے لیے ایسا حسین امتزاجی دستور العمل مرتب فرمایا جو کہ قوانین اسلام اور بلوچی دستور و روایات پر مشتمل ہوتا تھا۔ یہ نظام قانون اور دستور حیات بلوچوں کے لیے بحیثیت مسلمان اور بحیثیت بلوچ ہر لحاظ سے مناسب اور متناسب تھا اور وہ اس پر کماحقہ عمل درآمد کر سکتے تھے۔

ان کے رعب داب کا یہ عالم تھا کہ دور ترین اضلاع بھی ان کے احکامات کی اتنی ہی فوری تعمیل کرتے تھے جتنے قریب ترین اضلاع۔ ان کے عدل و انصاف اور فرائض کی یکساں انجام دہی اتنے نمایاں تھے کہ ان کا نام آج تک ان کے اپنے لوگوں اور بلوچستان کے دور افتادہ باشندوں میں ایک ضرب المثل بنا ہوا ہے۔ افغان حکمران احمد شاہ ابدالی نے انہیں برادر وفادار کا خطاب دیا، عثمانی خلیفہ نے انہیں ناصر ملت محمدیہ اور بیگلر بیگی کے بلند مراتب اور خطابات عطاء کر کے ان کے نام کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امر کر دیا۔

مارچ 1794ء کو اسلام کا یہ عظیم سپوت اور فرزندِ بلوچستان گنداواہ کے مقام پر مختصر علالت کے بعد دارِ فانی سے دارالبقاء کو روانہ ہوئے۔ انہوں نے بلوچستان پر 45 سال بڑے طمطراق سے حکومت کی۔ بلوچ سرداروں نے انتہائی غمناک حالت میں خانِ اعظم کے جنازے کو کندھوں پر اٹھایا اور گنداواہ سے قلات میں لا کر دفن کیا اور طویل عرصے تک سوگوار رہے۔ اس مجاہد کبیر کو بلوچ قوم خانِ اعظم، ولی اور نوری کے نام سے یاد کرتی ہے۔ (26)

برطانوی دور اقتدار کے بعد:

نوری نصیر خان کی وفات کے بعد بلوچ اسلامی سلطنت پر ان کی اولاد واحفاد حکمرانی کرتے رہے تانکہ 1839ء میں قلات پر انگریزوں نے قبضہ کیا۔ اور خان قلات میر محراب خان انگریزوں سے لڑتے ہوئے جام شہادت

نوش کی۔ سقوط قلات کے بعد انگریز اپنی پالیساں بلوچ علاقوں پر تدریجاً مسلّط کرتے رہے۔ اور معاہدات کے نام پر بلوچوں سے ان کی خود مختاری چھینتے رہے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اعلانیہ اسلامی قوانین کا خاتمہ کرکے انگریزی قوانین کو نفاذ کر دیا گیا۔ اور 1876ء میں باقاعدہ قبائلی سرداروں کے ساتھ اس پر معاہدہ بھی ہوا۔ جسے معاہدہ مستونگ کے نام آج بھی یاد کیا جاتا ہے۔ جس میں قبائلی سرداروں نے انگریزوں کو اپنا حاکم تسلیم کیا۔(27)

اس معاہدہ میں بلوچستان کی شرعی عدالتوں کو ختم کرکے جرگہ سسٹم قائم کیا گیا اور تمام تر فیصلے مقامی سرداروں کے حوالے کیے۔ بنیادی مقصد ان کا یہ تھا کہ مقامی سردار ان سے خوش رہیں، لیکن یہ سردار چوں کہ بلوچ تھے اور ان کی سرشت اور خمیر میں اسلام کی محبت موجود تھی، اس لیے وہ اپنے مقدمات خود علمائے کرام سے فیصلہ کرواتے۔ بلکہ بعض سرداروں نے اس معاہدے کے خلاف علم بغاوت بلند کرکے ایک لمبے عرصے تک انگریز حکومت کے خلاف لڑتے رہے اور کئی ایک نے جام شہادت تک نوش کیا۔(28)

اسلامی قوانین کی نشاۃ ثانیہ:

اسلامی نظام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے امید کی ایک کرن آخری خان قلات میر احمد یار خان کے زمانے میں نظر آنے لگی۔ آپ اپنے جد امجد میر نصیر خان اوّل کی طرح ایک مخلص اور دیندار انسان تھے۔ آپ کی شدید خواہش تھی کہ بلوچستان میں اسلامی قانون کو نافذ کیا جائے۔ اس لیے زمام اقتدار سنبھالتے ہوئے اپنے جد اعلیٰ کی طرح ایک اسلامی فرمان جاری کیا جو فارسی زبان میں تھا۔ ذیل میں اس فرمان کے مندرجات اردو میں تحریر کیے جاتے ہیں:

بلوچ اور براہوئی اقوام میں غیر شرعی رسوم اور رواج قدیم زمانے سے ان کے علم کی کمی کے باعث مروج ہوگئے ہیں۔ جو کہ باشند گان ریاست کی بربادی اور تنزلی کے باعث محسوس کیے جاتے ہیں۔ ان کی اصلاح کے متعلق پچھلے چند سالوں سے براہوئی اور بلوچ سرداران کا خان کے ساتھ باہمی تبادلہ خیالات کا سلسلہ جاری رہا حکومت قلات کے سرداران کی متفقہ درخواستوں کے مطابق شاہی حکم جاری کیا جاتا ہے۔

غیر شرعی رسوم کے خاتمے کے لیے شاہی حکم نامہ:

ریاست کے افسران کو حکم ہذا کے مطابق تاکید کی جاتی ہے کہ حسب ذیل تاکیدی احکام کے نفاذ کو یقینی اور لازمی بنائیں۔

رسوم مالی: قبائلی سردار ماضی میں لوگوں سے ذاتی طور پر وصولیاں کرتے تھے آئندہ وہ ایسے نہیں کرسکیں گے۔ رعایا سے مالی وصولی کے سلسلے میں اگر کوئی سردار کسی بھی عدالت سے رجوع کرے گا تو عدالت اس کی عرضداشت کو قبول نہیں کرے گی۔

اگر کوئی شخص زبردستی کسی سے مالی وصولیوں کی کوشش کرے گا تو عدالت ایسے استحصال کرنے والے شخص کے خلاف کارروائی کرکے اس کے لیے سزا تجویز کرے گی۔

سوائے چند معاملات کے دیگر تمام حقوق ہر قسم کی جائیدادیں مثلاً میراث، ترکہ، قرضہ، رہن یعنی گروی، نقد خرید و فروخت، پانی، زمینیں، مہر اور نکاح وغیرہ کے تمام دعویات شرع انور کے مطابق طے کیے جائیں گے۔

طویل عرصے سے ریاست حکومت قلات میں ایک ایسا مروّج عمل جس میں خون بہا مقتول کی قومیت اور نسب کے لحاظ سے مقرر ہے جو شعائر اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ مثلاً اگر مقتول کا تعلق معتبر اور معزز قبیلے سے ہے جیسے بلوچ، براہوئی اور دہوار وغیرہ ان کا خون بہا زیادہ ہے ان کے بالمقابل کمتر اقوام: جٹ، جت، نقیب، مطرب، درزادہ اور ہندو وغیرہ ان کا خون بہا اوّل الذکر سے کم ہے۔ لہٰذا یہ عمل ازروئے عدل و انصاف اور شرع قابلِ تنسیخ ہے۔ تمام انسانوں میں مساوات رکھنا ازروئے احکام اسلام و شرع لازمی ہے۔ اس شاہی حکم نامے کے سبب اس رسم قبیح کو منسوخ کیا جاتا ہے۔ اور آئندہ کے لیے تمام ریاستی جرگوں اور عدالتوں میں مدارج کو مدنظر رکھے بغیر تمام انسانوں میں مساوات کا معاملہ کیا جائے۔

ریاست اور حکومت قلات عنقریب علماء اور قاضیوں کا تقرر عمل میں لائے گی جو قضاء کی ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ ترویج شریعت اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی خدمات سرانجام دیں گے۔

ریاست کے سرداران، معتبرین و علماء کرام کو چاہیے اپنے علاقوں میں لوگوں کو ارکانِ اسلام اور پابندی شریعت کی اہمیت و ضرورت سے آگاہ کریں۔ علماء کو چاہیے کہ درس و تدریس قرآن، حدیث اور فقہ کو عام کریں۔ لوگوں کو فرض نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے احکام سے روشناس کرائیں۔ لوگوں کو باہمی امداد، حسن سلوک، نیک نیتی، حسن خلق اور ملک و قوم کی ترقی کے لیے کام کرنے کی اہمیت سے آگاہ کریں۔ نیز لوگوں کو افعال قبیح مثلاً شرعی احکام سے انحراف، اوامر و نواہی سے غفلت، زنا، لواطت، چوری، ڈاکہ زنی، دغابازی، بہتان، بدنیتی، بغض و کینہ، باہمی جنگ و جدل اور قتل و غارت گری سے اپنی تقاریر اور وعظ و نصیحت کے ذریعہ سے منع کریں۔

تاریخ اجراء 6 نومبر 1937ء

امضائے جناب اعلیٰ حضرت بیگلر بیگی خان قلات(29)

چنانچہ حکم بالا کے تحت ہر تحصیل و علاقہ کے لیے قاضیوں کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ یہ قاضی لوگوں کے مقدمات کی سماعت بڑے سیدھے سادے طریقے سے کرکے انتظامیہ کے ذریعے ان فیصلوں کو نافذ کرتے۔ قاضیوں کے فیصلہ جات کے خلاف اپیل کے لیے وزارتِ معارف کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ سال ۱۹۴۹ء میں ایک دوسرا

فرمان بحوالہ فرمان بالا جاری کر کے حکم دیا گیا کہ دیوانی مقدمات کا فیصلہ ہر حال میں شریعت کے مطابق کیا جائے۔ غریب، امیر، سردار اور عوام کا اس میں کوئی فرق نہ کیا جائے۔ نیز اس کے علاوہ فوجداری مقدمات کے سلسلہ میں محکمۂ انصاف قائم فرمایا اور تعزیزات قلات کے نام سے ایک پینل کوڈ کا اجراء عمل میں لایا گیا۔ ۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو دارالعوام کے پاس کردہ ریزولیشن کو دار الامراء نے بالاتفاق پاس کیا۔ ملک میں قتل وجرائم کے لیے جو ضابطہ محض خون بہا کی صورت میں موجود ہے، اس کو منسوخ کر کے اس کی جگہ قصاص اور دیت کا اسلامی قانون رائج کیا جائے اور اس کے مطابق سزائے موت یا دیگر سزائیں رکھی جائیں۔ یہ ریزولیشن ۱۳ دسمبر ۱۹۴۷ء کو دار العوام سے پاس ہوا اور پھر مکمل شرعی قوانین کے نفاذ کے لئے ایک اور ریزولیشن دار العوام نے ۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء کو پاس کیا۔ چنانچہ دارالعوام اور دار الامراء کے اجلاسوں کے اختتام پر حکومت قلات نے یہ اعلان جاری کیا کہ ملت بلوچ کے ہر دوایوان ہائے خاص وعام نے بہ اتفاق رائے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کی حکومت ریاست قلات کا دستور العمل اور آئین اسلام اور قرآن کریم ہوگا۔ ازاں بعد خان قلات نے قوانین کو اسلامی ڈھانچے میں ڈالنے کے لیے کمیٹی تشکیل دینے کا اظہار اپنے خطبہ جمعہ میں کیا اور فرمایا آپ کے اس فیصلے کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے میں کمیٹی بناؤں گا۔ جو عنقریب اپنا کام شروع کر دے گی۔ اس کمیٹی کا پروگرام یہ ہوگا۔ کہ کس طرح ہم نظام سلطنت اور موجودہ غیر اسلامی یا نیم اسلامی نظام معاشرت و تمدن کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی اور قرآنی نظام میں تبدیل کر سکتے ہیں؟ اس کے بعد قلات میں دیوانی مقدمات کے لیے دستور العمل دیوانی قلات کا ایک قانون بنایا گیا، جو اب تک سابقہ ریاست قلات وغیرہ میں نافذ ہے۔ جس کی رو سے قاضی صاحبان کا ایک پینل ہر قسم کے دیوانی مقدمات کا فیصلہ شرع انور کی روشنی میں کرتا ہے۔ اپیلوں کی سماعت میں پہلے وزارتِ معارف اور بعد میں عدالت ہائے مجلس شوریٰ بھی اسی قانون کے تحت قائم کیں۔ نیز ایک کوڈ قانونِ شہادت ریاست قلات کے نام سے بھی جاری کیا گیا۔ فوجداری مقدمات کے لیے ضابطہ فوجداری قلات کا نفاذ بھی عمل میں لایا گیا۔ ۲۷ رمضان المبارک کو اپنے خطبہ جمعہ میں خان صاحب نے فرمایا تھا کہ میرے دل میں تین آرزوئیں پرورش پاتی رہی ہیں, اس سلطنت میں ہماری سابقہ روایات کے مطابق مکمل طور پر شرعی حکومت ہو اور ہمارا آئین قرآنی ہو۔ حدود کے بارے میں کمیٹی نے اب تک اپنا کام مکمل نہیں کیا تھا کہ قلات کی ریاستوں کو پاکستان میں مدغم کیا گیا اور یہ تقاضا جو خان قلات کے دل میں موجزن تھا پورا نہیں ہو سکا۔

خلاصۃ البحث

تاریخ کے اوراق اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں بلوچستان اسلامی سلطنت کا حصّہ بن گیا اور یہاں کے باشندوں نے اسلامی قوانین کو دل وجان سے قبول کر لیا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، قاضی حضرت حکیم بن جبلہ رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجاعۃ بن سعر التمیمی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قاضی محمد بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ جیسے کبار صحابہ و تابعین بلوچستان میں اسلامی قوانین کے نفاذ میں نمایاں کردار ادا کیا اور یہاں بحیثیت مفتی اور قاضی لوگوں کے تنازعات کا تصفیہ فرماتے رہے۔ اس لیے بلوچ قبائل نے عین اسلامی احکامات پر مشتمل ایک بلوچی دستور (Baloch code of conduct) بنایا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعینؒ کے بعد میر احمد خان (موجودہ خوانین قلات کے جد امجد) نے سب سے پہلے باقاعدہ طور پر اسلامی قوانین کو نافذ کر دیا اور تنازعات کے تصفیے کے لیے شرعی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا، جو تمام فیصلے شریعت کے احکام کی روشنی میں کیا کرتی تھیں۔ وہ خود ایک نیک سیرت اور شریعت کے پابند حکمران تھے۔ بعد ازاں خان اعظم میر نصیر خان بلوچستان کے پہلے خان تھے کہ جنہوں نے بلوچستان میں ایک آئین نافذ کرکے ایک نئی، اسلامی اور آئینی حکومت کا آغاز کر دیا اور ایک دستورِ حیات بلوچی دنیا میں نافذ کر دیا جو کہ بلوچی رسم ورواج اور شرع انور کا عجیب امتزاج تھا۔ اس بلوچ اسلامی دستور کو پورے ملک میں نافذ العمل کیا اور عمل در آمد کرانے کے لیے عمّال مقرر کیے۔

سقوط قلات کے بعد انگریز اپنی پالیساں بلوچ علاقوں پر تدریجاً مسلّط کرتے رہے۔ اور معاہدات کے نام پر بلوچوں سے ان کی خود مختاری چھینتے رہے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اعلانیہ اسلامی قوانین کا خاتمہ کرکے انگریزی قوانین کو نفاذ کر دیا گیا۔ لیکن آخری خان قلات میر احمد یار خان کی شدید خواہش تھی کہ بلوچستان میں اسلامی فوجداری اور دیوانی قوانین کو نافذ کیا جائے۔ اس کے لیے انہوں نے عملی اقدامات بھی اٹھائے۔

حواشی

[1]۔ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ دینوری، عیون الاخبار (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1998ء)، ج2 ص199۔

[2]۔ ذہبی، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام (بیروت: دار الکتاب العربی، 1987ء)، ج,2 ص48۔

[3]۔ عبد الرحمٰن براہوئی، بلوچستان میں دینی ادب، ص68۔

[4]۔ ڈاکٹر عبد الرحمٰن براہوئی، بلوچستان میں صحابہ کرام، (کوئٹہ: براہوئی اکیڈمی، 2008ء)، ص27۔

[5]۔ محمد اسحاق بھٹی، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش (لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ 1990ء)، ص67۔

[6]۔ قاضی اطہر مبارکپوری، خلافت راشدہ اور ہندوستان، ص265۔

[7]۔ قاضی اطہر مبارکپوری، خلافت راشدہ اور ہندوستان، ص133۔

[8]۔ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی، بلوچستان میں عربوں کی فتوحات اوران کی حکومتیں (مستونگ: زمرد پبلیکیشنز1990ء)، ص68۔

[9]۔عبدالرحمٰن براہوئی، بلوچستان میں عربوں کی فتوحات اوران کی حکومتس، ص68۔

[10]۔عبدالرحمٰن براہوئی، بلوچستان میں عربوں کی فتوحات اوران کی حکومتس، ص587۔

[11]۔محمد بن حارث ایک عرب قبیلہ بنو اسامہ کا سردار تھا۔ عمان میں ایک قتل کرکے اپنے پانچ سو آدمیوں کے ساتھ مکران فرار ہوا، اور یہی رہنے لگا۔ حضرت مجاعۃ بن سعر کی آمد کے بعد یہ سندھ فرار ہوا تھا۔ (البلاذری، فتوح البلدان، ص428)

[12]۔عبدالرحمٰن براہوئی، بلوچستان میں عربوں کی فتوحات اوران کی حکومتیں، ص181۔

[13]۔البلاذری، ابوالحسن احمد بن یحیٰ بن جابر، فتوح البلدان، مترجم سید ابوالخیر مودودی (کراچی: نفیس اکیڈمی1986ء)، ص617۔

[14]۔عبدالرحمٰن براہوئی، بلوچستان میں عربوں کی فتوحات، اورانکی حکومتیں، ص182۔

[15]۔میر علی شیر قانع ٹھٹھوی، تحفۃ الکرام، مترجم: اختر رضوی (کراچی: سندھی ادبی بورڈ،1959ء)، ص94۔

[16]۔براہوئی، بلوچستان میں عربوں کی فتوحات اوران کی حکومتیں، ص181۔

[17]۔علی شیر قانع، تحفۃ الکرام، ص94-93۔

[18]۔البلاذری، فتوح البلدان، ص619۔

[19]۔گل خان نصیر، تاریخ بلوچستان، ص17۔

[20]۔میر احمد یار خان، مختصر تاریخ بلوچ قوم وخوانین بلوچ، ص50۔

[21]۔گل خان نصیر، تاریخ بلوچستان، ص101۔

[22]۔میر احمد یار خان، مختصر تاریخ بلوچ وخوانین بلوچ، ص51۔

[23]۔میر احمد یار خان، مختصر تاریخ بلوچ وخوانین بلوچ، ص62۔

[24]۔فاروق بلوچ، خانِ اعظم نصیر خان نوری، ص177۔

[25]۔فضل غنی، اصلاح قانون کمیشن، ص35۔

[26]۔فاروق بلوچ، خانِ اعظم نصیر خان نوری، ص214۔

[27]۔فاروق بلوچ، بلوچ اوران کا وطن، ص158۔

[28]۔قاضی محمد ہارون، "بلوچستان میں عدالتہائے قضاء کا پس منظر" ص18۔

[29]۔ڈاکٹر صلاح الدین مینگل، قدیم نظام عدلیہ قلات (کوئٹہ: براہوئی اکیڈمی، 2023ء)، ص37۔